نگاہِ اولین

ناموس رسالت کا تحفظ

مدیرالتحریر

اللہ تعالیٰ کی وسیع زمین پر بسنے والا ہر شخص کسی نہ کسی نعمت وصلاحیت کا دعویدار ہے یا کسی مصیبت وآفت پر شکوہ کناں۔ ان تمام دعویداروں میں ہر قسم کے انسان شامل ہیں؛ جن میں سے صادق کو کاذب سے جدا کرنا بسا اوقات بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور یہ ہر شخص کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

ایک دعویٰ ایسا ہے جس کی صداقت کا پتہ چلانا ہر عام وخاص کے لیے نہایت ضروری ہے اور انتہائی آسان بھی؛ کیونکہ اس کے دعویدار بالکل انتہائی مقام پر ہوتے ہیں اور وہ ہے: **''دعوائے نبوت ورسالت''**

نبوت ورسالت کا دعویٰ اس نیلگوں فلک کے نیچے بسنے والوں میں سے اعلیٰ ترین درجے کا صادق وامین کرتا ہے یا روئے زمین کے باسیوں میں سے خبیث ترین کاذب وبہتان باز۔ ایک صدق وصفا، ایمان وتقویٰ، خیر وبھلائی، حسن اخلاق اور بلندیِ کردار کا مثالی نمونہ ہوتا ہے؛ دوسرا کذب ودغا بازی، عیاری ومکاری، غداری وبے مروتی اور اخلاقی گراوٹ میں دھنسا ہوا ملعون۔

اب ان دونوں میں فرق کرنا نہایت آسان اور ہر کسی کے لیے قابل قبول کیوں نہ ہوگا!!

اس فرق کی واضح ترین مثال خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت ہے۔

رسول اقدس ﷺ جاہلیت کی گہری وادی اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ہدایت کا روشن چراغ بن کر چمکے اور ہر وہ انسان جس میں ذرہ برابر بھی انسانیت کی رمق تھی، اس **الصادق الأمین** علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لاکر مینارۂ نورِ ہدایت بن گیا۔

میرزا قادیانی نے نام نہاد مسلمان گھرانے میں جنم لیا، مسلمان بچوں کے ساتھ سبق پڑھا، پھر بابو بن کر انگریزی میں ٹائپنگ کرنے لگا۔ انگریز حکمرانوں نے مسلمان حریت پسندوں کے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے توڑ کے لیے ایک ملا کو انعام دے کر ہندوستان کو ''دار الاسلام'' ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی؛ مگر اہل اسلام

کافرحکمران لارڈ ماونٹ بیٹن کو"امیر المؤمنین" کیسے تسلیم کر سکتے تھے؟ لہٰذا یہ کاوش ناکام و نامراد ہوئی۔

اب انتہائی اقدام کے طور پر اس قادیانی کلرک کو فنڈ دے کر نبی بنا لیا۔ اس **غدار قوم** نے مسلمانوں سے اقتدار چھین لینے والے ظالم حکمرانوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے؛ پھر اپنے اوپر ہونے والی"وحی" کے بل بوتے پر"جہاد فی سبیل اللہ" کو حرام ہی کر کے دم لیا!!

بار بار کسی جھوٹ کے دہرانے اور بہتان و پروپیگنڈے پر مسلسل ایک زمانہ بیت جانے کے بعد سچے اور جھوٹے میں فرق کرنا واقعی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس غرض کے لیے ہر زمانے کے دشمنانِ دین اور اعدائے انسانیت نے اپنے اپنے دور کے چراغِ ہدایت کو بجھا دینے کی خاطر اللہ کے سچے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر دروغ گوئی، جادو، کہانت، پاگل پن اور شاعری جیسے الزامات لگا دیے۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ہم عصر لوگوں پر تو ان گالیوں اور بہتانوں کا کوئی بڑا اثر نہیں پڑا، کیونکہ ان کا مشاہدہ ان الزامات کی قلعی کھول دینے کے لیے کافی تھا۔ لیکن خصوصاً آخری پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت دائمی اور آخری ہے؛ اس لیے مرورِ زمانہ کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کی ہدایت، یا کم از کم ان پر حجت الٰہی کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ومبارکہ پر جھوٹے الزامات و ناروا بہتانات کا سلسلہ روک دینا نہایت ضروری تھا۔ تاکہ مخلوقات میں سے أصدق الصادقین کا اسوہ حسنہ طالبانِ حق کے لیے مینارہ ہدایت بنا رہے، اس آفتاب کی چمک اور بدرِ کامل کی تابانی پر بہتانات اور پروپیگنڈوں کی گہن نہ لگنے پائے۔

صاحب اخلاق مجسم ﷺ نے فتح مکہ کے تاریخ ساز اور مسرت آفریں موقع پر جہاں اپنی ذات، اپنے خاندان اور اصحاب کرام ﷺ پر ہر قسم کے جسمانی، مالی اور نفسیاتی ظلم وستم کا ارتکاب کرنے والے کافر دشمنوں کو"لا تثریب علیکم الیوم، اذھبوا فأنتم الطلقاء" کی نوید جانفزا سنائی، وہاں اسی بلندترین غرض وغایت کو مدنظر رکھ کر آپ ﷺ کی ذات اقدس کی معصومیت پر جرح وقدح کرنے والوں کی بدزبانی کو معاف نہیں کیا؛ بلکہ عالم بر و بحر کی افضل ترین جگہ، اعلیٰ ترین حرمت واحترام والی مقدس مسجد"خانہ کعبہ" کے پردے سے لٹکے ہوئے ہونے کے باوجود اس مجرم کا سر تن سے جدا کر دیا......

آخر رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہ انتہائی اقدام کیوں کیا؟ اس کی جملہ حکمتیں تو ہمارے ادراک سے باہر ہیں؛ لیکن مذکورہ بالا حکمت کے علاوہ سردست یہ حکمت بھی واضح ہو رہا ہے کہ اکیسویں صدی میں کوئی آسیہ مسیح

اپنی ناپاک زبان کو اس ہستی اقدس ومقدس کی آبرو کی جانب بے لگام چھوڑ دے تو کوئی کلمہ گو حکمران ٹولہ اپنے اسلام دشمن آقاؤں کی رضاجوئی کے لیے اس کے سر پر دستِ شفقت رکھنے کی جسارت نہ کر سکے۔ اور گھٹیا سیاسی مفادات کی خاطر ظالم حکمرانوں کے حامی اور مراعات یافتہ طبقے **''تنظیم حامیانِ شاتمانِ رسول''** بنا کر اور جلسے جلوس برپا کر کے **''قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت''** میں ''من پسند ترمیم'' کا مطالبہ نہ کرسکیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بقا وسلامتی نفاذِ اسلام سے مشروط ہے۔ سابقہ غیر جمہوری غدار حکمران پرویز نے **''سب سے پہلے پاکستان''** کا پلید نظریہ ایجاد کر کے وطن عزیز کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی سعی نامشکور کی اور آج پی پی پی کی جمہوری حکومت بھی اسی جامِ الحاد کو پی پی کر دین اسلام کے خلاف کافر حکمرانوں کے ہر حکم کے جواب میں ''لبیک'' پکارنا چاہتی ہے۔

سترہ کروڑ مسلمان ہم وطنو! یادرکھو کہ یہ ملک **''دوقومی نظریے''** کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ بعد میں مختلف غداروں نے اس میں جمہوری راستے سے قوم پرستی کے جراثیم پیدا کیے، حتیٰ کہ نوبت بایں جارسید کہ ہمارا ''دوست'' امریکہ پاکستان کو **ناکام ریاست** بنانے کے لیے تاریخ کا اعلان بھی کر چکا ہے۔

پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور نیم صوبہ گلگت بلتستان تمام اپنے پورے جغرافیائی حدود کے ساتھ کبھی پاکستان میں شامل نہیں رہے، بلکہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ قومیت اور زبان وثقافت میں شریک بعض علاقے پڑوسی ممالک میں شامل ہیں۔ ان مختلف زبانوں، متنوع ثقافتوں اور رنگارنگ تہذیبوں کے شیدائیوں کو اس ایک ملک میں یکجا اور متفق رکھنے کی اساس صرف وہی نعرہ ہے، جس پر اس وطن کی بنیاد رکھی گئی تھی: **''پاکستان کا مطلب کیا؟ لآ الٰہ الا اللّٰہ''**

لٰہذا اگر ''دینِ اسلام'' کو اس ملک میں پُرامن پناہ نہ مل سکا تو ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے وجود کا جواز ہی بالکل ختم ہو جائے گا۔

قرآن مجید، سنت نبویہ اور اجماعِ امت کے پیش نظر تمام مسلمان حکمرانوں پر ناموسِ رسالت کے تحفظ سمیت اسلام کے نظامِ حکومت کا مکمل نفاذ فرضِ عین ہے۔ اور پاکستانیوں پر تو یہ اقدام اپنے ملک کی بقا وسلامتی کے لیے بھی ازبس ضروری ہے۔

عالم اسلام پر نظر ڈالیں تو شانِ رسالت مآب ﷺ تو درکنار؛ اکتوبر 2010ء میں ایرانی سپریم